



صوم کی لغوی تحقیق، فلسفہ، حکمتیں اور فوائد کا ایک مطالعاتی جائزہ

A Study of The Cancellation of Fasting: Research, Philosophy, Wisdom, And Benefits

Abdul Qadeer

MPhil Scholar, Department of Islamic Studies,
University of Balochistan, Quetta

Dr. Tahira Firdaous

Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
University of Balochistan, Quetta

Journal of Quranic
and Social Studies
50-62

© The Author (s) 2023

Volume:3, Issue:1, 2023

DOI:10.5281/zenodo.10826084

www.jqss.org

ISSN: E/ 2790-5640

ISSN: P/ 2790-5632

OJS **PKP**
OPEN JOURNAL SYSTEMS PUBLIC KNOWLEDGE PROJECT



Abstract

This study delves into the cancellation of fasting, exploring its implications through the lenses of research, philosophy, wisdom, and benefits. Fasting, a practice deeply rooted in various cultures and religions, holds significant meaning and importance. However, in contemporary times, the concept of cancelling fasting has emerged, sparking debates and discussions regarding its rationale and consequences. Through thorough analysis, this study aims to unravel the complexities surrounding the decision to cancel fasting, shedding light on its philosophical underpinnings, wisdom behind such actions, and potential benefits or drawbacks associated with it. By examining diverse perspectives and drawing insights from multidisciplinary approaches, this study seeks to contribute to a deeper understanding of the phenomenon of cancelling fasting and its broader implications.

Keywords: Fasting, Cancellation, Philosophy, Wisdom, Implications

Corresponding Author Email:

abdulqadeer.78@gmail.com

Tahira.firdaous@gmail.com

صوم کا مختصر تعارف:

اسلام کے ارکانِ شمسہ میں سے ایک اہم رکنِ روزہ ہے اس کا بنیادی مقصد نفس کو تسلیم و طاعت اور پابندی کے لئے خود کو ہر وقت تیار رکھنا ہے چونکہ یہی چیز نبوت کے خاص مقاصد میں سے ایک ہے اس لئے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ پہلی تمام امتوں پر بھی روزہ فرض کیا گیا تھا۔ قرآن مجید میں باری تعالیٰ کا قول ہے کہ:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ“ (1)

”مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پر ہیز گار بنو۔“

چونکہ مذکورہ بالا آیت مبارکہ کے تحت مفسرین عظام نے کافی طویل بحثیں بیان فرمائی ہیں جس کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہیکہ پیٹ کے تقاضے اور شکم سیری اکثر گناہوں کی جڑ ہے اس لئے روزہ کے ذریعے اس فرض پر قابو پانے کا علاج بتایا گیا ہے جو شخص صبح سے شام تک حرام و ناجائز تو درکنار، حلال اور جائز طریقہ پر بھی اپنی خواہشات کی تعمیل نہیں کرتا اور مسلسل ایک ماہ تک اپنے نفس کو اس کا عادی بناتا رہے تو سال کے بقیہ مہینوں میں اس کے اندر حرام اور مشتبہات سے بچنے کی ایک تونہ صلاحیت و استعداد خود بخود پیدا ہوگی۔

علمائے کرام رحمہم اللہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں روزہ کی بہت ساری حکمتیں بیان فرمائی ہیں جملہ ان میں سے ایک حکمت یہ ہے کہ جب انسان کو خود بھوک و پیاس کی مشقت سے واسطہ پڑ جاتا ہے تو اس کے دل میں غرباء و فقراء کے ساتھ ہمدردی کا احساس پیدا ہو جاتا ہے اور وہ معاشرے میں غربت و فقر کے خلاف کمر بستہ ہو جاتا ہے اس طرح معاشرے میں غریب و امیر کے مابین فاصلے ختم ہو کر سب ایک ہی معاشرتی زندگی میں شامل ہو جاتے ہیں۔

جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے:

”النعمة فرض عقلاً و شرعاً، والیہ اشار الرب تعالیٰ فی قوله فی آية الصيام: (لعلکم تشکرون) والثانی: انه وسیلة الی التقوی لانہ اذا اتقادت نفسه للامتناع عن الحلال طمعاً فی مرضاة الله تعالی وخوفاً من الیم عقابه، فأولی ان تنقاد للامتناع عن الحرام، فكان الصوم سبباً للاتقاء عن محارم الله تعالی وانه فرض، والیہ وقعت الاشارة بقوله تعالیٰ فی آخر آية الصوم (لعلکم تتقون) والثالث: ان فی الصوم قهر الطبع وکسر الشهوة لان النفس اذا شبعت تمننت الشهوات واذا جاعت امتنعت عما تهوولنا قال النبی علیه السلام (من خشى منکم الباءه فلیصمفان الصوم له وجاء)“ (2)

صوم کا لغوی معنی:

صوم کا لغوی معنی ہے ”امساک، رک جانا“ اور ”منع ہو جانا“ پھر یہ عام ہے خواہ کسی چیز سے ہو یا بات چیت سے ہو کیونکہ خاموشی پر بھی صوم کا اطلاق کیا گیا ہے جیسے قرآن مجید میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَكَلِمِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَمَا تَحَرَّيْنَ مِنَ الْبَشْرِ أَحَدًا فَقُولِي لِإِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا - (3)

تو کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو اگر تم کسی آدمی کو دیکھو تو کہنا کہ میں نے خدا کے لیے روزے کی منت مانی ہے تو آج میں کسی آدمی سے ہرگز کلام نہ کروں گی۔

اس آیت میں ”صوم“ بمعنی ”خاموشی“ کے ہے اسی طرح گھاس اور چارے سے رکنے والے جانور پر بھی ”صوم“ کا اطلاق ہوتا ہے جیسے عرب کا یہ قول علامہ شامی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ:

”خیل صیام و خیل غیر صائمة“ (4)

پس صوم کا معنی ہوا کارک جانا بھی ہے، ہوا کا چلنے سے رک جانا، گھوڑا اپنی رسی پر ٹھہرا رہے یعنی وہ ٹھہر جائے اور چارہ نہ کھائے۔ صام النہار کا معنی ہے: دن کا معتدل ہونا۔ مصامہ الشمس، نصف النہار کے وقت میں سورج کا برابر ہونا۔ اسی سے شاعر کا قول ہے:

خیل صیام وخیل غیر صائمة تحت العجاج وخیل تعلق اللجا

یعنی گھوڑے کھڑے ہوئے ہیں چلنے سے اور حرکت کرنے سے رکے ہوئے ہیں۔

امروالقیس نے کہا:

كان الثريا عقلت في مصامها

گویا ستارے اپنی جگہوں میں ٹھہرے ہوئے ہیں منتقل نہیں ہوتے ہیں۔

ایک اور کا قول ہے:

والبكرات شرهن الصائمة

جو ان اونٹنیاں ان کی برائی یہ ہے کہ وہ چلتی اور گھومتی نہیں ہیں۔

امروالقیس نے کہا:

فدع ذا وسل الهم عنك بجسرة ذمول اذا صام النهار وهجرا

یعنی سورج منتقل ہونے سے اور چلنے سے سست پڑ گیا۔ پس سستی کی وجہ سے وہ رکنے والے کی طرح ہے۔

ایک اور شاعر نے کہا:

حتى اذا صام النهار واعتدل وسال للشمس لعاب فنزل

جب دن درمیان میں تھا اور سورج کے لئے لعاب پڑا تو وہ ڈھل گیا۔

ایک اور نے کہا:

نما بوجرة صفر الخدووما تطعم النوم الا صياما

صوم کا اصطلاحی معنی:

”هو امساک نهاراً عن ادخال شئ عمداً او خطاء بطناً او ماله حکم الباطن وعن شهوة الفرج

بنية من اهل“ (5)

صاحب نور الایضاح لکھتے ہیں کہ صوم شرعی (اصطلاحی) کی تعریف یہ ہے کہ دن کے وقت صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کسی چیز کو پیٹ یا نفع اور حکم کے اعتبار سے پیٹ کے مشابہہ چیز میں قصداً یا خطاء داخل کرنے سے روکنا "صوم" اور شرم گاہ کی شہوت رکناروزہ کہلاتا ہے بشرطیکہ یہ منع ہونا عبادت کی نیت سے ہو اور نیت کرنے والا اس کا اہل ہو۔

اس تعریف میں شیخ حسن بن عمار البشرنیالی نے جو قیودات لگائی ہیں اس کی وجہ سے ان کی تعریف بہت جامع اور مانع ہوا ہے۔

جبکہ علامہ شمس الدین التمر تاشی نے صوم کی تعریف یوں کی ہے کہ:

”وهو امساک عن المفطرات حقيقة او حکماً في وقت مخصوص من شخص مخصوص مع

النية“ - (6)

”کہ مخصوص شخص کا مخصوص وقت میں نیت کے ساتھ مفطرات سے روکنا پھر خواہ وہ حقیقتاً ہو یا حکماً ہو۔“

اسی طرح فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

”هو عبارة عن ترك الاكل والشرب والجماع من الصبح الى غروب الشمس بنية التقرب الى

الله كذا في الكافي“ - (7)

”یہ عبارت ہے کہ صبح سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع کو چھوڑ دینا، اللہ کی طرف سے قرب کیلئے، یہ کافی میں بھی موجود ہے۔“

روزہ کی فرضیت اور مشروعمیت:

صوم رمضان کی فرضیت و مشروعمیت قرآن و حدیث، اجماع اور قیاس و عقل ہر ایک سے ثابت ہے لہذا فقہائے کرام کے ہاں اس سے انکار کرنے والا بلاشبہ دائرہ اسلام سے خارج ہے قرآن کریم میں باری تعالیٰ کا فرمان ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ“ - (8)

”مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔“
اس آیت شریفہ میں نہ صرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس امت پر روزہ فرض ہے بلکہ اس سے گذشتہ اقوام پر بھی روزہ فرض کیا گیا تھا۔
دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَإِن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ“ - (9)

”اور اگر تم روزہ رکھو، تمہارے لیے بہتر ہے۔“

اسی طرح احادیث مبارکہ میں اسلام کی بنیاد جن میں پانچ چیزوں کو قرار دیا گیا ہے ان میں چوتھی چیز روزہ ہے اور آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر بھی انہی اشیاء کے بارے میں لوگوں سے تجدید عہد کر لی اسی طرح روزے کی فرضیت پر پوری امت کا اجماع و اتفاق ہے اور عقل و قیاس بھی اس کی فرضیت کا مقتضی ہے۔

روزے کی روح

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اس کی رفعت اور عظمت اور تسلط و اقتدار کے آگے تمام کائنات سرنگوں ہیں لیکن یہ بات بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں کہ انسان کے اس شرف و اعزاز اور عظمت و اقتدار کا معیار اور سبب کیا ہے؟
انسان کا شرف اور اعزاز اس بات میں ہے کہ وہ نفس سرکش کو قابو میں لا کر اپنی خواہشات کو قابو میں لائے اور انسان اپنے آپ کو حیوانی صفات سے نکال کر لاہوتی اور ملکوتی قالب میں ڈال دے۔ جس کی بناء پر وہ عبدیت کو بجالائے اور اپنا منشائے تخلیق پورا کرنے میں آسانی قوت کو ساتھ لے کر عبدیت کے تمام مراحل کو عبور کرے۔

اسی طرح معرفت الہی اور رضائے الہی کی تلاش اور جستجو اس کا مقدم اور اہم فریضہ ہے، اگر ایک انسان اس فرض عبدتی سے غافل اور نابلد ہے تو اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اس طور پر فرمایا:

”قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّى“ - (10)

”بے شک وہ کامیاب ہو جو پاک ہو گیا۔“

اس آیت مبارکہ کا مطلب ہے کہ جس نے اپنے آپ کو پاکیزہ کر لیا اس نے فلاح پائی۔ اور جس نے ایسا نہ کیا اس نے اپنے آپ کو تباہ کیا اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ شریف اور معزز اور سعادت مند انسان وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو اور کنٹرول حاصل کرے اور اسے پاکیزہ بنائے اور نفس کو قابو میں لانے کے لئے ذیل تین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے:

1. پہلی یہ کہ نفس کو تمام ناجائز شہوتوں اور لذتوں سے روکا جائے اور جب ایسا ہو جائے گا تو نفس پر قابو آسکے گا کیونکہ جب سرکش گھوڑے کو دانانہ ملے تو وہ تابع اور مستر ہو جاتا ہے اسی طرح نفس کی حکمرانی سے انسان کو اس وقت چھٹکارا ملتا ہے جبکہ اس کو بھوکا اور پیاسا رکھے، اس سے اس کی سرکشی دور ہو جاتی ہے۔

2. دوسرا یہ کہ اس پر عبادت بہت سا بوجھ لاداجائے جس طرح جانور کو دانہ گھاس کم لے اور اس پر بوجھ بہت سالا داجائے تو وہ نرم ہو جاتا ہے یہی حال انفس کا بھی ہے کہ جب اس کی سرکشی حد سے بڑھ جائے تو اس پر عبادت کا وزن رکھا جائے اس سے نفس کی تسخیر ہو سکتی ہے۔
3. تیسرا ہر وقت اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے مدد لی جائے۔

ان تین باتوں کو ذرا غور سے دیکھا جائے تو یہ تینوں روزہ کے اندر بوجھ اتم پائی جاتی ہیں، اور اس کے اندر جو تاثیر ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفس کی سرکشی توڑنے کے لئے عام عبادت کے علاوہ روزہ کی اہمیت بہت زیادہ ہے اسی وجہ روزہ کے باب میں اللہ تعالیٰ نے ایک حکمت اور فلسفہ بیان فرمایا کہ روزے اس لئے فرض کئے گئے ہیں تاکہ انسان کے تمام قوی حالت اعتدال میں آکر اس کو تقویٰ حاصل ہو جائے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے خاتمہ المحققین علامہ شاہ ولی دہلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

”اعلم أنه زبما يتفطن الإنسان من قبل إلهام الحق إياه أن سورة الطبيعة الهيمية تصده عما هو كاله من اقيادها للملكية، فيبغضها، ويطلب كسر سورتها، فلا يجد ما يغيثه في ذلك، كالجوع والعطش، وترك الجماع والأخذ على لسانه وقلبه وجوارحه، ويمسك بذلك علاجا لمرضه النفساني، ويتلوه من يأخذ ذلك عن المخبر الصادق بشهادة قلبه، ثم الأبي يثوده الأنياء شفقة عليه، وهو لا يعلم، فيجد فائدة ذلك في المعاد من انكسار السورة وزبما يطلع الإنسان على أن اقياد الطبيعة للعقل كمال له، وتكون طبيعته باغية تنقاد تارة، ولا تنقاد أخرى، فيحتاج إلى تمرين، فيعمد إلى عمل شاق كالصوم، فيكلف طبيعته، ويلتزم وقاء العهد، ثم، وثم حتى يحصل الأمر المطلوب. وزبما يفرط منه ذنب، فيلتزم صوم أيام كثيرة يشق عليه بإزاء الذنب، ليردعه عن العود في مثله“ (11)

اسی طرح وحید الدین لکھتے ہے کہ،

”اس کے علاوہ روزے کا ایک فلسفہ یہ بھی ہے کہ مصیبت زدہ انسان ہی کسی کی پریشانی و دکھ کا صحیح احساس کر سکتا ہے اور روزے سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ بڑے سے بڑے سرمایہ دار اور دولت مند کو بھی جب ایک بار بھوک و پیاس کا ذائقہ چکھنے کا موقع ملتا ہے اور جب اپنے معصوم ننھے بچوں کے توزے کے موقع پر ان کی متغیر حالت دیکھتا ہے تو اس کو غربت زدہ لوگوں کی بھوک و پیاس کا احساس ہوتا ہے اور یہ جذبہ بھی دل کے کسی گوشے میں ابھرنے لگتا ہے کہ ان مفلوک الحال بھوکے پیاسے لوگوں کی صدقہ و خیرات سے مدد کی جائے۔ دولت مند خوش حال کو اگر روزے میں پیاس کی تکلیف نہ برداشت کرنی پڑتی تو ساری عمر گزرنے پر بھی بھوک و پیاس کا احساس نہ ہوتا۔“ (12)

روزے کی تاریخ:

علمائے کرام اور مفسرین کرام کے نزدیک روزے کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے ہی سے ہو گئی تھی۔ چنانچہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام کے دور میں ایام بیض (یعنی ہر ماہ کی تیر ہویں، چودھویں اور پندرہویں تاریخ) کے روزے فرض کئے گئے تھے۔ اسلام سے قبل سابقہ امتوں (یہود اور نصاریٰ) نے بھی ایام بیض کے روزے رکھے تھے بلکہ ان روزوں کے رکھنے کا اہتمام کرتے تھے، اسی طرح یونانیوں کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ بھی روزے رکھتے تھے۔ اور ان سے روزہ رکھنا بھی ثابت ہے۔

اسلام کے علاوہ آج کل کے مروج لادین اور لامذہب کفار میں سے بدھ مت اور ہندو دھرم کے بارے میں آتا ہے کہ وہ بھی روزہ رکھنے کے قائل تھے۔ اور وہ اپنے مذہب میں روزہ کو ”برت“ کا نام دیتے ہیں۔

اسی طرح مؤرخین نے لکھا ہے کہ اسلام کے علاوہ اہل پارس کے ہاں بھی روزے کا نہ صرف ثبوت ملتا ہے بلکہ اسکے ہاں روزہ ایک بہترین عبادت سمجھا جاتا تھا۔ الغرض دنیا کے تمام ادیان میں روزہ نہ صرف عبادت تصور کیا جاتا ہے بلکہ ایک عبادت ہونے کے ساتھ بہترین نتائج کی حامل عبادت سمجھا جاتا ہے حضرت

آدم علیہ السلام سے لے کر جناب خاتم الانبیاء ﷺ تک تمام ادیان میں کسی نہ کسی طرح روزہ کی شکل پائی جاتی ہے اور ہر قوم و ملت میں اس کو ایک اہم فریضہ تصور کیا جاتا ہے۔ (13)

روزے کی فرضیت امم سابقہ میں

روزے کی فرضیت کا حکم مسلمانوں کو ایک خاص مثال سے دیا گیا ہے حکم کے ساتھ یہ بھی ذکر فرمایا کہ یہ روزے کی فرضیت کچھ تمہارے ساتھ خاص نہیں پچھلی امتوں پر بھی روزے فرض کئے گئے تھے اس سے روزے کی خاص اہمیت بھی معلوم ہوئی اور مسلمانوں کی دلجوئی کا بھی انتظام کیا گیا کہ روزہ اگرچہ مشقت کی چیز ہے مگر یہ مشقت تم سے پہلے بھی سب لوگ اٹھاتے آئے ہیں طبعی بات ہے کہ مشقت میں بہت سے لوگ مبتلا ہوں تو وہ ہلکی معلوم ہونے لگتی ہے۔

قرآن کریم کے الفاظ: **الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ** عام ہیں حضرت آدم (علیہ السلام) سے لے کر حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی تمام شریعتوں اور امتوں کو شامل ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح نماز کی عبادت سے کوئی شریعت اور کوئی امت خالی نہیں رہی اسی طرح روزہ بھی ہر شریعت میں فرض رہا ہے، جن حضرات نے فرمایا ہے: کہ **مِنْ قَبْلِكُمْ** سے اس جگہ نصاریٰ مراد ہیں وہ بطور ایک مثال کے ہے اس سے دوسری امتوں کی نفی نہیں ہوتی۔

آیت میں صرف اتنا بتلایا گیا ہے کہ روزے جس طرح مسلمانوں پر فرض کئے گئے پچھلی امتوں میں بھی فرض کئے گئے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پچھلی امتوں کے روزے تمام حالات و صفات میں مسلمانوں ہی کے روزوں کے برابر ہوں مثلاً روزوں کی تعداد، روزوں کے اوقات کی تحدید اور یہ کہ کن ایام میں رکھے جائیں ان امور میں اختلاف ہو سکتا ہے چنانچہ واقعہ بھی ایسا ہی ہوا کہ تعداد میں بھی کمی بیشی ہوتی رہی اور روزے کے ایام اور اوقات میں فرق ہوتا رہا ہے۔ (14)

روزہ کی حکمتیں

فقہاء کرام نے روزے کی بہت حکمتیں بیان کی ہے ان میں سے چند درجہ ذیل ہیں:

1: پہلی حکمت یہ ہے کہ روزہ اللہ کے نعمتوں کے شکر ادا کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہے جو نعمتوں میں اعلیٰ نعمتیں ہیں جیسے کھانا، پینا اور حلال خواہشات سے اپنے آپ کو روکنا، ان نعمتوں کا اندازہ اور قدر اس وقت معلوم ہو گا جب آپ اس سے اپنے آپ کو روک دے کیونکہ نعمت کی قدر زوال کے بعد معلوم ہوتا ہے۔
2: دوسری حکمت یہ ہے کہ روزہ کے ذریعے انسان متقی ہو جاتا ہے کیونکہ قرآن مجید میں خود حق سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ: **لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ** تاکہ تم پرہیزگار بنو، تو جب انسان اللہ رب العزت کی رضامندی کی امید اور اس کے عذاب سے خوف کی وجہ سے حلال چیزوں سے رکتے ہیں تو حرام چیزوں سے بطریقہ اولیٰ اپنے آپ کی بچانے کی کوشش کرتا ہے۔

3: تیسری حکمت یہ ہے کہ روزہ میں انسانی خواہشات مغلوب ہو کر ختم ہوتا ہے حدیث میں اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا فرمان ہے کہ:

”يا معشر الشباب من استطاع منكم الباءة فاعليه بالصوم فانه له وجاء“ - (15)

”تو جو انو! تم میں سے جو شخص شادی کرنے کی طاقت رکھتا ہے اسے شادی کر لینی چاہیے کیونکہ یہ نگاہ کو پست کرنے والا ہے اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرنے والا ہے اور جو طاقت نہیں رکھتا ہے تو وہ روزہ رکھے کیونکہ یہ اس کے لئے خصی کرنے کے قائم مقام ہے۔“

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ روزے انسان کو گناہوں سے باز رکھتے ہیں۔

4: چوتھی حکمت یہ بیان کی ہے کہ روزہ مساکین پر رحم اور شفقت کرنے کا سبب ہے کیونکہ روزہ دار جب تھوڑے اوقات میں بھوک اور پیاس کی تکلیف کو دیکھتا ہے تو اس شخص کو یاد رکھتا ہے جو ہمیشہ اس تکلیف میں مبتلا رہتا ہے اور بہت جلد اس کا دل نرم ہو جاتا ہے اور اس پر احسان کر کے اس پر رحم کرتا ہے تو اس وجہ سے اللہ کے ہاں بہترین بدلہ پاتا ہے۔

5: پانچویں حکمت یہ ہے کہ روزہ میں فقراء کے ساتھ ایک قسم کی مشابہت ہے کیونکہ فقراء اکثر اوقات میں بھوکے اور پیاسے رہتے ہیں اور فقراء کے ساتھ مشابہت میں اللہ کے ہاں بہت بڑا ثواب ہے۔

6: چھٹی حکمت یہ ہے کہ روزہ میں شیطان کو مغلوب کرتا ہے کیونکہ گمراہ کرنے اور بہکانے میں اس کا ذریعہ شہوت ہیں اور شہوتوں کو کھانے اور پینے سے تقویت

ملتی ہے۔ (16)

”أن الصوم وسيلة إلى شكر النعمة، إذ هو كف النفس عن الأكل والشرب والجماع، وإنما من أجل النعم وأعلاها، والامتناع عنها زمانا معتبرا يعرف قدرها، إذ النعم مجهولة، فإذا فقدت عرفت، فيحمله ذلك على قضاء حقها بالشكر، وشكر النعم فرض عقلا وشرعا، وإليه أشار الرب سبحانه وتعالى قوله في آية الصيام: {ولعلكم تشكرون} ب - أن الصوم وسيلة إلى التقوى، لأنه إذا اتقادت نفس للامتناع عن الحلال طمعا في مرضاة الله تعالى، وخوفا من أليم عقابه، فأولى أن تنقاد للامتناع عن الحرام، فكان الصوم سببا لاتقاء محارم الله تعالى، وإنه فرض، وإليه وقعت الإشارة بقوله تعالى في آخر آية الصوم {لعلكم تتقون} ج - أن في الصوم قهر الطبع وكسر الشهوة، لأن النفس إذا شبعت تمتت الشهوات، وإذا جاءت امتنعت عما تهوى، ولنا قال النبي صلى الله عليه وسلم: يا معشر الشباب، من استطاع منكم الباءة فليتزوج؛ فإنه أغض للبصر، وأحصن للفرج، ومن لم يستطع فعليه بالصوم، فإنه له وجاء فكان الصوم ذريعة إلى الامتناع عن المعاصي د - أن الصوم موجب للرحمة والعطف على المساكين، فإن الصائم إذا ذاق ألم الجوع في بعض الأوقات، ذكر من هذا حاله في جميع الأوقات، فتسارع إليه الرقة عليه، والرحمة به، بالإحسان إليه، فينال بذلك ما عند الله تعالى من حسن الجزاء ه - في الصوم موافقة الفقراء، بتحمل ما يتحملون أحيانا، وفي ذلك رفع حاله عند الله تعالى و في الصوم قهر للشيطان، فإن وسيلته إلى الإضلال والإغواء - الشهوات، وإنما تقوى الشهوات بالأكل والشرب، ولذلك جاء في حديث صفة رضي الله عنها قوله - عليه الصلاة

والسلام -: إن الشيطان لي يجري من ابن آدم مجرى الدم، فضيقوا مجاريه بالجوع“ - (17)

روزے کے جسمانی فوائد

روزہ کے بارے میں آپ نے پڑھا کہ ہر اعتبار سے خواہ دینی ہو یا اخروی، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مالا مال ہے، اگر انسان بغور و تدبر دیکھے تو اس کے اندر ہر چیز کا عنصر پایا جاتا ہے، ایک اعتبار سے دیکھے تو عبادت ہے اس کے بجالانے سے انسان اللہ تعالیٰ کی قربتوں کا سزاوار بن سکتا ہے جنت الفردوس کی مستحق بن سکتا ہے، دوسری طرف دیکھے تو اللہ تعالیٰ کی نورانی مخلوق سے ترک اکل شرب کی بناء پر انسان کی مشابہت لازم آتی ہے، یہ تو اس کے اخروی فائدے ہیں۔

اگر دینی اعتبار سے دیکھا جائے تو روزے میں انسانی جسم کی صحت کا راز مضمر ہے

نبیہتی سے منقول ہے کہ،

”رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر کی طرف یہ وحی بھیجی کہ اپنی قوم کو خبردار کر دیں کہ جو بندہ میری رضامندی کے واسطے کسی دن روزہ رکھتا ہے تو میں (دنیا میں) اس کے جسم

کو تندرست رکھتا ہوں اور اس کو (آخرت میں) بہت ثواب دیتا ہوں“ - (18)

اگر جسمانی اعتبار سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ روزہ مسلمانوں کو چست و چالاک صابروشا کر ایک دوسرے کے لئے نمکسار اور ایک مضبوط اور منظم قوم بنانے میں بہترین ذریعہ ہے اگر روزے کی حقیقت کو مد نظر رکھ کر پابندی و خلوص دل کے ساتھ روزہ رکھیں تو حرص، طمع اور شکم پروری کا دہان ان میں سے بالکل چلا جائے گا اور انسانی لباس میں فرشتے نظر آئیں۔

نیز اس کے ذریعے منظم و ضبط کی وہ قوت حاصل ہو کہ دنیا کی تمام طاقتیں ان کے سامنے سرنگوں ہو جائیں۔

”اصول طب کی رو سے روزہ جسمانی صحت حاصل کرنے کا بہتر ذریعہ ہے اس لئے کہ گیارہ مہینے تک جو خراب اور فاسد رطوبتیں جسم میں جمع ہوئیں وہ ایک ماہ کے روزے سے لب خشک ہو جاتے ہیں صحت و توانائی میں نمایاں ترقی ہوتی ہے اس کے علاوہ روزے میں اور بہت سے جسمانی اور مادی فائدے ہیں۔“ (19)

روزہ کے روحانی فوائد

ویسے تو انسان کی بعثت کا مقصد رضاء الہی اور عبادت ہی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو اوامر اور نواہی آتے ہیں ان کا اصل مقصد اور غرض نایت قرب الہی کے ساتھ ساتھ روحانی قوت بھی ہے۔

یہ عنصر عبادات کے اندر مضمر اور پوشیدہ ہوتا ہے، ہر عبادت کا اپنا ایک خاص اثر ہوتا ہے۔
ماہ رمضان کی عبادت کا اثر تمام سال رہتا ہے حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں:

”کہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ عبادت کا اثر اس کے بعد گیارہ مہینے تک رہتا ہے جو کوئی اس میں کوئی نیکی بہ تکلف کر لیتا ہے اس کے بعد اس پر آسانی قادر ہو جاتا ہے اور جو کوئی کسی گناہ سے اس میں اجتناب کر لے تمام سال آسانی احتیاط ہو سکتی ہے اور اس مہینہ میں معصیت و گناہ سے اجتناب کرنا کچھ مشکل نہیں کیونکہ یہ بات ثابت ہے کہ شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں پس جب شیاطین قید ہو گئے تو معاصی آپ ہی کم ہو جائیں گے محرک کے قید ہو جانے کی وجہ سے اور یہ لازم نہیں آتا کہ معاصی بالکل ختم ہی ہو جائیں۔ کیونکہ دوسرا محرک یعنی نفس تو باقی ہے اس مہینہ میں وہ معصیت کرائے گا مگر ہاں کم اثر ہو گا کیونکہ ایک محرک رہ گیا اس میں ایک مہینہ کی مشقت گوارا کر لی جائے کوئی بات نہیں۔ غرض اس میں ہر عضو کو گناہ سے بچایا جائے۔“ (20)

اس کی مزید تشریح کرتے ہیں علمائے کرام نے لکھا ہے کہ

”روزہ کی وجہ سے عموماً انسان زبان کی گناہوں سے زیادہ بچتا ہے مثلاً، جھوٹ ایک زبان ہی کے تیس گناہ ہیں جیسا کہ امام غزالی نے لکھا ہے ایک ان میں سے کذب ہے جس کو لوگوں نے شیر مادر (ماں کا دودھ) سمجھ رکھا ہے اور کذب وہ شے ہے کہ کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں اور پھر اس کو مسلمان کیسا خوشگوار سمجھتے ہیں۔ ذرا سا بھی لگاؤ کذب کا ہو جائے بس معصیت ہو گئی۔ جھوٹ سے بچاؤ کا اعلیٰ درجہ۔ ایک صحابی نے ایک بچہ سے بہلانے کے طور پر یوں کہا کہ یہاں آؤ چیز دوں گی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ آجائے تو کیا چیز دوں گی۔ انہوں نے دکھایا کہ یہ کھجور ہے میرے ہاتھ میں۔ فرمایا اگر تمہاری نیت میں کچھ نہ ہو تا تو یہ معصیت لکھی جاتی۔ حضرات! کذب یہ چیز ہے۔ خیر یہ تو بڑے لوگوں کی باتیں ہیں اگر اس سے بچاؤ نہ ہو سکے تو کذب (نقصان وہ جھوٹ) مضر سے تو بچنا چاہئے۔“ (21)

اور پھر روزہ میں دوسرا گناہ زبان کی غیبت ہے لوگ یوں کہا کرتے ہیں کہ میں ہم تو اس کے منہ پر کہہ دیں۔ منہ پر عیب جوئی کرو گے تو بہت اچھا کرو گے اور پیچھے تو ظاہر ہے جیسا اچھا ہے بلکہ اگر منہ پر برا کہو گے تو بدلہ بھی تو پاؤ گے وہ شخص تمہیں برا کہہ لے گا یا اپنے اوپر سے اس الزام کو دفع کرے گا پیچھے برائی کرنا تو دھوکے سے مارنا ہے۔

یاد رکھو جیسا کہ دوسرے کامال محترم ہے ایسے ہی بلکہ اس سے زیادہ آبرو ہے چنانچہ جب آبرو پر آہنٹی ہے تو مال تو کیا چیز ہے جان تک کی پرواہ نہیں رہتی۔ پھر آبرو ریزی کرنے والا کیسے حق العبد (بندے کے حق) سے بری ہو سکتا ہے مگر غیبت ایسی راجح ہوئی ہے کہ باتوں میں احساس بھی نہیں ہوتا کہ غیبت ہو گئی یا نہیں۔ اس سے بچنے کی ترکیب تو بس یہی ہے کہ کسی کا بھلا یا برا اصلاً (بالکل) ذکر ہی نہ کیا جائے کیونکہ ذکر محمود (اچھا ذکر) بھی اگر کیا جائے کسی کا تو شیطان دوسرے کی برائی تک پہنچا دیتا ہے اور کہنے والا سمجھتا ہے کہ میں ایک ذکر محمود کر رہا ہوں اور اس طرح ایک خیر اور ایک شر مل جانے سے وہ خیر بھی کالعدم ہو گئی اور حضرات اپنے ہی کام بہت

رہتے ہیں پہلے ان کو پورا کیجئے؛ دوسرے کی کیا پڑی ہے۔ علاوہ برسِ غیبت تو گناہ بے لذت بھی ہے اور دنیا میں بھی مضرت (نقصان دہ) ہے۔ جب دوسرا آدمی سنے گا تو عداوت (دشمنی) پیدا ہو جائے گی اور پھر کیا ثمرات اس کے ہوں گے۔ اسی طرح زبان کے بہت گناہ ہیں۔ سب سے بچنا ضروری ہے۔

روزے کی مندرجیت اور عقلی تقاضے

نفلی تقاضوں کے ساتھ ساتھ روزے کی فرضیت کے کچھ عقلی تقاضے بھی ہیں وہ یہ کہ فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ اس کی عقل کو اس کے نفس پر غلبہ اور تسلط دائمی حاصل رہے، مگر بے باعش بشریت بسا اوقات اس کا نفس اس کی عقل پر غالب آتا ہے۔ لہذا تہذیب و تزکیہ نفس کے لیے اسلام نے روزہ کو اصول میں سے ٹھہرایا ہے۔

- ۱- روزہ سے انسان کی عقل کو نفس پر پورا پورا تسلط و غلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔
- ۲- روزہ سے خشیت اور تقویٰ کی صفت انسان میں پیدا ہو جاتی ہے، چنانچہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:

”لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ“۔ (22)

”یعنی روزہ تم پر اس لیے مقرر ہوا کہ تم متقی بن جاؤ۔“

- ۳- روزہ رکھنے سے انسان کو اپنی عاجزی و مسکنت اور خدا تعالیٰ کے جلال اور اس کی قدرت پر نظر پڑتی ہے۔
- ۴- روزہ سے چشم بصیرت کھلتی ہے۔
- ۵- دور اندیشی کا خیال ترقی کرتا ہے۔
- ۶- کشف حقائق الاشیاء ہوتا ہے۔
- ۷- درندگی و بہیمیت سے دوری ہوتی ہے۔
- ۸- ملائکہ الہی سے قرب حاصل ہوتا ہے۔
- ۹- خدا تعالیٰ کی شکر گزاری کا موقع ملتا ہے۔
- ۱۰- انسانی ہمدردی کا دل میں ابھار پیدا ہوتا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جس نے بھوک اور پیاس محسوس ہی نہ کی ہو وہ بھوکوں اور پیاسوں کے حال سے کیوں کرواقف ہو سکتا ہے اور وہ رزاقِ مطلق کی نعمتوں کا شکر یہ علی وجہ الحقیقت کب ادا کر سکتا ہے؟ اگرچہ زبان سے شکر یہ ادا کرے مگر جب تک اس کے معدہ میں بھوک اور پیاس کا اثر اور اس کی رگوں اور پٹھوں میں ضعف و ناتوانی کا احساس نہ ہو وہ نعمت ہائے الہی کا کما حقہ شکر گزار نہیں بن سکتا، کیوں کہ جب کسی کی کوئی محبوب و مرغوب مالوف چیز کچھ زمانہ گم ہو جاوے تو اس کے فراق سے اس کے دل کو اس چیز کی قدر معلوم ہوتی ہے۔

- ۱۱- روزہ موجب صحتِ جسم و روح ہے، چنانچہ قلتِ اکل و شرب کو اطبانے صحتِ جسم کے لیے اور صوفیائے کرام نے صفائیِ دل کے لیے مفید لکھا

ہے۔

۱۲- روزہ انسان کے لیے ایک روحانی غذا ہے جو آئندہ جہان میں انسان کو ایک غذا کا کام دے گا، جنھوں نے اس غذا کو ساتھ نہیں لیا وہ اس جہان میں بھوکے پیاسے ہوں گے اور ان پر اس جہان میں روحانی افلاس ظاہر ہوگا، کیوں کہ انھوں نے اپنی غذا کو ساتھ نہیں لیا۔ اور یہ بات ماننے کے لائق ہے جب کہ کھانے پینے کی تمام اشیاء خداوند تعالیٰ ہی کے خزانہ رحمت سے انسان کو ملتی ہیں، تو جن اشیاء کو وہ یہاں چھوڑتا ہے ان کا عوض وہاں ضرور دے گا جو یہاں سے بہتر و افضل ہوگا۔

- ۱۳- روزہ محبتِ الہی کا ایک بڑا نشان ہے، جیسے کہ کوئی شخص کسی کی محبت میں سرشار ہو کر کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے اور بیوی کے تعلقات بھی اس کو بھول

جاتے ہیں ایسے ہی روزہ دار خدا کی محبت میں سرشار ہو کر اسی حالت کا اظہار کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روزہ غیر اللہ کے لیے جائز نہیں ہے۔ (23)

روزہ کی فرضیت کے قطعی اور نقلی دلائل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام“۔ (24)

جب مکلفین پر قصاص اور وصیت کے فرض ہونے کا ذکر کیا تو ان پر روزوں کے فرض ہونے کا ذکر کیا تو ان پر روزوں کے فرض ہونے کا بھی ذکر کیا اور ان پر روزوں کو بھی لازم کیا۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا۔
اس حدیث کو حضرت ابن عمر نے روایت کیا ہے۔ صوم کا لغوی معنی رکنا اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل نہ ہونا ہے۔ خاموشی کو بھی صوم کہا جاتا ہے کیونکہ یہ کلام سے رکنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کے متعلق خبر دیتے ہوئے فرمایا:

”انی نذرت للرحمن صوما“۔ (25)

یعنی کلام نہ کرنے کی میں نے نذرمانی ہے۔

”عن ابن عمر، رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بني الإسلام على خمس: شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله، وإقام الصلاة، وإيتاء الزكاة، والحج،

وصوم رمضان“۔ (26)

”ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسلام پانچ بنیادوں پر قائم ہے: شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا، اور رمضان کے روزے رکھنا۔“

”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَأْكُمُ رَمَضَانَ شَهْرَ مُبَارَكٍ قَرَضَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ تُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ النَّجِيمِ وَتُغْلَقُ فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ لِلَّهِ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مِنْ حَرَمٍ خَيْرَهَا قَعْدٌ حَرَمٍ“۔ (27)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رمضان آپ کے پاس آیا ہے، یہ ایک مبارک مہینہ ہے، اللہ نے اس کا روزہ آپ پر فرض کر دیا ہے، اس میں آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہوتے ہیں، اور اس میں ایک رات ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جس نے اس کی بخشش سے محروم ہوا، تو بے شک اس نے بھی بہترین بخشش سے محرومی کی ہے۔“

”وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ مُبَارَكٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللَّهُ تَعَالَى صِيَامَهُ قَرِيضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى قَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَدَّى قَرِيضَةً فِيهِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِينَ قَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَأَسَاةِ وَشَهْرٌ يُرَدَّدُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةٌ لِنُؤْيِهِ وَعِنَقُ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَتَّقَصَّ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ“ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَيْسَ كَلِمًا يَجِدُ مَا تَقَطَّرُ بِهِ الصَّائِمُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُعْطِيَ اللَّهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلَى مَذْقَةٍ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللَّهُ

مِنْ حَوْضِي شَرِبْتُ لَا يَطْلُمُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ

مِنَ النَّارِ وَمَنْ حَقَّقَ عَن مَمْلُوكِهِ فِيهِ عَقَرَ اللَّهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ“-(28)

”سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ فرمایا آخری دن شعبان کے۔ انہوں نے فرمایا: ”اے لوگو! تمہارے پاس ایک عظیم اور مبارک مہینہ آیا ہے، جس میں ایک رات ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ نے اس کا روزہ فرض کر دیا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں ایک خیر کا عمل کرے، وہ ایک فرض کی قدرت کا عمل کرنے والے کی مانند ہوتا ہے اور جو شخص اس مہینہ میں ایک فرض کی عمل کرے، وہ ستر فرض کی قدرت کا عمل کرنے والے کی مانند ہوتا ہے۔ یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا اجر جنت ہے، یہ مہینہ محبت کا مہینہ ہے اور اس میں معافی کی تلاش ہوتی ہے، اور اس کا آخری حصہ آزادی کا حصہ ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں روزہ دار کو افطار کروائے تو اس کے گناہوں کا معافی ہوگا اور اس کو آگ سے آزاد کر دیا جائے گا اور اس کا اجر اتنا ہوگا کہ اس میں کچھ بھی نقصان نہ ہوگا۔“ ہم نے کہا: ”اے رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو ایسا چیز نہیں ملتا کہ ہم روزہ دار کو افطار کرا سکیں“، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی اس کا اجر دے گا جو کسی روزہ دار کو دودھ کا گھونٹ یا ایک کھجور یا ایک پانی کی بوند دے“ اور جو شخص اس مہینہ میں روزہ دار کو پیٹ بھر کے کھلائے، اللہ اس کو اپنی فضل سے پانی کا ایک قطرہ دے گا جس سے وہ پیاس نہ محسوس کرے، یہ مہینہ اپنی ابتدائی حصہ میں رحمت کا مہینہ ہے، اس کا دوسرا حصہ مغفرت کا مہینہ ہے، اور اس کا آخری حصہ آتش سے آزادی کا حصہ ہے، جو شخص اس مہینہ میں اپنے بندہ پر کوئی بھاری ورضا کرتا ہے، اللہ اس کی بخشش فرمادیتا ہے اور اسے آگ سے آزاد کر دیتا ہے۔“

حوالہ جات

1. البقرہ ۲: ۱۸۳
2. کاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، دار ابن حزم، بیروت، س ن، ۲: ۲۱۰
3. مریم ۲۶: ۷۸
4. ابن عابدین، محمد امین بن عمر، نسماۃ الاسحار، (المکتبہ العصریہ للطباعة، بیروت، ۲۰۰۰ء) ۳: ۲۷۱
5. علامہ حسن بن عمار شرنبلالی، نور الایضاح (مکتبہ قادریہ لاہور، ۲۰۰۵ء) ۱۳۳
6. ابن عابدین، محمد امین بن عمر، نسماۃ الاسحار، ۳: ۸۳۳
7. علامہ، س ن، ۱: ۱۹۴
8. البقرہ ۲: ۱۸۳
9. البقرہ ۲: ۱۸۴
10. الاعلیٰ ۸: ۱۴
11. شاہ ولی اللہ دہلوی، التقسیمات الالہیہ، (گلکس پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۰۵ء) ۱: ۱۴۰
12. عتیق احمد قاسمی، فکر کی غلطی، (مکتبہ الارشاد، نئی دہلی، ۲۰۰۵ء) ۲۲
13. ایضاً

14. آلوسی، شہاب الدین محمود، روح المعانی، (دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ) ۱: ۲۷۰
15. بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباءة فلیصم، (مکتبہ اسلامیہ لاہور، ۱۹۸۳ء)، ۱: ۲۲۰
16. لجنۃ کبار علماء کویت، سن، ۸: ۲۸
17. ایضاً
18. بیہقی، امام ابو بکر احمد بن الحسین، شعب الایمان، (دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۳ء)، ۴: ۲۷۰
19. ایضاً
20. اشرف علی تھانوی، تفسیر بیان القرآن، (ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان ۲۰۰۹ء) ۱۱۲
21. ایضاً
22. البقرہ: ۲: ۱۸۲
23. البقرہ: ۲: ۱۸۲
24. مریم: ۱۹: ۲۶
25. بخاری محمد بن اسماعیل، سن، کتاب الایمان، باب دعاء کم ایماکم، ۱: ۱۲۳
26. جیون، ملا احمد، تفسیرات احمدیہ، (المیزان، لاہور، ۲۰۰۵ء) ۶۹۲
27. بیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین، شعب الایمان، ۴: ۳۳۰
28. ایضاً

References in Roman

1. Al-Baqarah 2:183
2. Kassani, Alauddin Abu Bakr bin Masood, Bada'i al-Sana'i, Dar Ibn Hazm, Beirut, vol. II, p. 210
3. Maryam 19:26
4. Ibn Abidin, Muhammad Ameen bin Umar, Nasmah al-As'har, (Al-Maktabah al-Asriyah lil-Tiba'ah, Beirut, 2000), 3: 371
5. Allama Hasan bin Ammar Shernblali, Noor al-Iyadah (Kadriya Library Lahore, 2005), 134
6. Ibn Abidin, Muhammad Ameen bin Umar, Nasmah al-As'har, 3: 383
7. Allama, vol. I, 194
8. Al-Baqarah 2:183
9. Al-Baqarah 2:184
10. Al-A'la 87:14
11. Shah Waliullah Dehlvi, Al-Tafhimat al-Ilahiyyah (Akss Publications, Lahore, 2005), 1: 140
12. Atiq Ahmed Qasmi, Fikr Ki Ghalati (Maktaba al-Irshad, New Delhi, 2005), 22
13. Ibid

14. *Alusi, Shahab al-Din Mahmud, Ruh al-Ma'ani (Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1415 AH), 1: 470*
15. *Bukhari, Muhammad ibn Ismail, Sahih al-Bukhari, Kitab al-Nikah, Bab Man Lam Yastati' al-Ba'ah FaYasm, (Islamic Book House, Lahore, 1983), 1: 220*
16. *Majma' Kibar Ulema Kuwait, 8: 28*
17. *Ibid*
18. *Bayhaqi, Imam Abu Bakr Ahmad bin al-Husayn, Shu'ab al-Iman, (Dar al-Isha'at, Karachi, 2003), vol. IV, p. 470*
19. *Ibid*
20. *Ashraf Ali Thanvi, Tafsir Bayan al-Quran (Idara Taleefat Ashrafiya, Multan, 2009), p. 112*
21. *Ibid*
22. *Al-Baqarah 2:182*
23. *Al-Baqarah 2:182*
24. *Maryam 26:19*
25. *Bukhari, Muhammad ibn Ismail, Book of Faith, Chapter on Supplication Increases Faith, vol. I, p. 123*
26. *Jiyoun, Mullah Ahmad, Tafsirat Ahmadiya (Al-Meezan, Lahore, 2005), p. 692*
27. *Bayhaqi, Abu Bakr bin al-Husayn, Shu'ab al-Iman, vol. IV, p. 430*
28. *Ibid*